

OPEN ACCESS

AL-EHSAN
 ISSN(E) 2788-4058
 ISSN(P) 2410-1834
 www.alehsan.gcuf.edu.pk
 PP: 35-56

شیخ ابن عربی کے نظریہ "تجدد امثال" کا فارسی صوفیانہ ادب پر اثر: اجمالی جائزہ

Sheikh Ibn-e-Arabi's Theory of "Tajadud e Amsal" and its Impact on Persian Literature: A Brief Overview

Asif Mahmood

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore

Dr. Shabbir Ahmad Jamee

Assistant Professor, Department of Islamic Studies,

Minhaj University, Lahore

Abstract

Familiarity with the reality of the universe and the Creator of the universe has been a favorite subject of Muslim mystics and philosophers. Understanding and clarifying the relationship between the Creator and the creatures has been the ultimate goal of these Sufis and philosophers. Leading among the Muslim mystics and philosophers is Mohi-ud-Din Ibn-e-Arabi, who laid a strong foundation for the philosophy of Wahdat-ul-Wujud (Unity of Existence) on the basis of his kashf (spiritual discoveries) and Shahood (Spiritual observations). This philosophy had a profound effect on the later generations. The philosophy of Wahdat-ul-Wujud encompasses many sub-topics in its context, which Ibn-e-Arabi has described in detail in his book Fusus-ul-Hakam... One of these sub-topics is "Tajadud-e-amsal" (Renewing like before). Like Wahdat-ul-Wujud, the theory of "Tajadud-e-amsal" influenced later Persian Sufis and philosophers. This article will review the effects of Ibn-e-Arabi's theory of "Tajadud-e-amsal" on Persian literature.

Keywords: Creator, Universe, Mohi-ud-Din, Ibn-e-Arabi, Wahdat-ul-Wujud, Fusus-ul-Hikam, Tajadud-e-Amsal

محی الدین ابن عربی اسلامی تاریخ میں وہ نابغہ روزگار ہستی ہیں کہ جن کے اقوال اور نظریات نے بعد میں آنے والے صوفیاء پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں آپ کے نظریہ وحدت الوجود نے ہر ایک کو کسی نہ کسی طرح ضرور متاثر کیا ہے کسی نے اس کے حق میں کہا اور لکھا اور کسی نے اس کے خلاف محاذ جنگ کھول لیا۔ شیخ اکبر سے لوگوں کی موافقت اور مخالفت کی سب سے بڑی وجہ آپ کی کتاب فصوص الحکم ہے یہ کتاب بجا طور پر شیخ اکبر کے نظریات کی ترجمان کتاب ہے آپ نے اس کتاب میں اپنے نظریات کو نہایت اچھوتے اور انوکھے انداز میں پیش کیا ہے اس کتاب میں انبیاء کرام کی جہات ولایت کو واضح کرتے ہوئے تصوف کے اہم مسائل اور نظریات کو بیان کیا گیا ہے یوں تو یہ کتاب نظریہ وحدت الوجود کو بیان کرتی ہے مگر اس نظریے کے ذیل میں ابن عربی وحدت الوجود سے متعلق چند دیگر نظریات کو بھی زیر بحث لائے ہیں ان جملہ نظریات میں سے ایک نظریہ تجدد امثال بھی ہے نظریہ وحدت الوجود کی طرح آپ کے نظریہ تجدد امثال نے بھی بعد میں آنے والوں کو متاثر کیا ہے فارسی صوفیانہ ادب سے تعلق رکھنے والے جن لوگوں پر آپ کے نظریہ تجدد امثال کے نمایاں اثرات مرتب ہوئے ان میں سے مولانا جلال الدین رومی، فخر الدین عراقی، سید محمود شبستری، مولانا عبد الرحمان جامی اور مرزا عبد القادر بیدل کے نام نمایاں ہیں اس آرٹیکل میں ابن عربی کے نظریہ تجدد امثال کے ان شخصیات پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

مقاصد تحقیق

اس مقال کی تحریر کے درج ذیل مقاصد پیش نظر ہیں:

1. شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بطور صوفی اور فلسفی نشاندہی کرنا۔
2. فصوص الحکم کے اہم نظریات کی نشاندہی کرتے ہوئے نظریہ تجدد امثال کو منظر عام پر لانا۔
3. فصوص الحکم کے نظریہ تجدد امثال کے تناظر میں فارسی صوفیانہ ادب پر اثرات کی نشاندہی۔
4. ابن عربی اور فارسی صوفی ادباء کے نظریہ تجدد امثال کا سہل انداز میں اظہار۔

طریقہ ہائے تحقیق / Research Methodology

1. اس آرٹیکل کا اسلوب تحقیق بیانیہ اور استخراجی ہے۔
2. تحقیقی کام کے سلسلے میں اصل ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

3. تمام "Statements" باحوالہ اور مدلل ہیں۔

نمایاں حاصلات

1. ابن عربی کے نظریہ تجددامثال نے بعد میں آنے والے فارسی ادباء پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔
2. ابن عربی کے نظریہ تجددامثال نے مولانا روم، فخر الدین عراقی، محمود شبستری، مولانا جامی اور عبدالقادر بیدل پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

تجددامثال کا مفہوم

تجددامثال کا نظریہ ان جملہ نظریات میں سے ایک ہے جو محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فصوص الحکم میں بیان کیے ہیں۔ اس نظریے کو خلق مدام، تجددا عراض، خلق جدید، تبدل امثال، فنا و بقا، اعدام و ایجاد، سیر و جس، مرگ و رجعت، خلع و لبس اور حشر و نشر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اس نظریے کے مطابق کائنات کی ہر شے میں ہر لمحہ اعدام اور ایجاد کا عمل جاری ہے ہر شے ہر لمحہ موت و حیات سے دوچار ہو رہی ہے یعنی ہر لمحے شے معدوم ہو رہی ہے اور اسی لمحے اسے نئی زندگی مل رہی ہے۔

ابن عربی کے نزدیک کائنات کی ہر شے ظاہری وجود پانے کے بعد بھی ہر لمحہ ذات حق کی محتاج رہتی ہے۔ حق تعالیٰ اپنی تجلی رحمانی کے ذریعے شے کو اس کے عین ثابت کے مطابق وجود عطا فرماتا ہے، تاہم وجود بخشنے کے بعد بھی تجلیات الہیہ کا یہ سلسلہ مسلسل جاری رہتا ہے، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا اسم میت ہر لمحہ شے کو معدوم کرتا ہے اور اسم محی اس شے کو ہر لمحہ موجود کرتا رہتا ہے یعنی یہ اعدام اور ایجاد کا سلسلہ ہر لمحہ جاری و ساری رہتا ہے۔ اعدام اور ایجاد کا یہ عمل اس قدر تیزی سے رونما ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کو شے کے حقیقی وجود کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اعدام اور ایجاد کے اس عمل کو تجددامثال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالرحمان جامی اپنی کتاب لوائح میں ابن عربی کے نظریہ تجددامثال کے بارے لکھتے ہیں:

”شیخ رضی اللہ عنہ در فص شعیبی میفرماید عالم عبارت ست از اعراض مجتمعه در عین واحد کہ حقیقت هستی است و آں متبدل و متجدد میگردد مع الانفاس والآت در ہر آنے عالم بعدم میرو و مثل آن بوجود می آید و اکثر اہل عالم ازین معنی غافل اند کما قال سبحانہ

و تعالیٰ بل ہم فی لبس من خلق جدید“ (1)

شیخ محی الدین ابن عربی فص شعبی میں فرماتے ہیں: عالم اعراض مجتمع سے عبارت ہے جو ایک ذات میں پائے جاتے ہیں اور یہ ذات (ہر) وجود کی حقیقت اصل ہے۔ یہ (اعراض مجتمع) ہر لمحہ تبدیل اور جدید ہوتے رہتے ہیں۔ ہر لمحہ اور ہر آن دنیا معدوم ہوتی رہتی ہے اور اسی کی مثل وجود میں آتی رہتی ہے۔ دنیا میں رہنے والے اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں، جس طرح کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا "بل ہم فی لبس من خلق جدید" بلکہ وہ لوگ خلق جدید سے شک میں پڑ گئے۔

نظریہ تجد و امثال کا آغاز

تجد و امثال نظریہ وحدت الوجود کے ذیلی نظریات میں سے ایک اہم نظریہ ہے۔ اس نظریے کے بانی اور مؤسس محی الدین ابن عربی ہیں آپ نے اس نظریے کی بنیاد رکھی اور اس کے مبادیات کو دلائل و براہین کے ساتھ پیش کیا آپ کے بعد آپ کے متبعین نے اس نظریے کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا خواجہ عباد اللہ اختر اس نظریے کے آغاز کے بارے میں لکھتا ہے:

”حکماء اسلام میں سے غالباً سب سے پہلے محی الدین شیخ اکبر نے اصطلاح تجد و امثال قرآن کی بعض آیات سے اخذ کیا۔“ (2)

ابن عربی کا نظریہ تجد و امثال

ابن عربی کے نزدیک حقیقت وجود واحد ہے جو ذات حق کے ساتھ خاص ہے کائنات کی ہر شے کی حیثیت اعراض کی ہے جو عین واحد کے اندر یکجا ہیں یہ اعراض ہر لمحہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں سو یہ کائنات بھی ہر لمحہ متبدل اور متحد ہوتی رہتی ہے یعنی ایک وجود دو لمحوں کے لیے باقی نہیں رہ سکتا بلکہ ایک ہی لمحے میں سابق وجود زائل ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ اسی کی مثل نیا وجود رونما ہو جاتا ہے ابن عربی فص شعبیہ میں لکھتے ہیں:

”إِنَّ الْعَالَمَ كُلَّهُ مَجْمُوعُ إِعْرَاضٍ فَهُوَ يَتَبَدَّلُ فِي كُلِّ زَمَانٍ إِذَا

لَعَرَضُ لَا يَبْقَى زَمَانِينَ“ (3)

بے شک یہ عالم سارے کا سارا اعراض کا مجموعہ ہے جو ہر لمحہ تبدیل ہوتا رہتا ہے کیونکہ عرض دو لمحات کے لیے باقی نہیں رہتا۔

ابن عربی نے تجدد امثال جیسے پیچیدہ مسئلے کو کلمہ سلیمانہ میں تخت بلقیس کے حصول کے تحت بیان کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں موجود آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت ملک سبا سے دربار سلیمان علیہ السلام میں آنکھ جھپکنے سے بھی کم مدت میں حاضر کر دیا۔ شیخ اکبر کے نزدیک یہ تجدد امثال یا اعدام و ایجاد کے قبیل سے ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ تجلی رحمانی جو تخت کو ملک سبا میں امداد وجود سے فیض یاب کر رہی تھی۔ آصف بن برخیا اسے مجلس سلیمان علیہ السلام میں کھینچ لائے، یعنی یہ معاملہ اتحاد زمان کے ساتھ تخت کا ملک سبا سے دربار سلیمان میں منتقل ہونا نہ تھا، بلکہ یہ اعدام کے ذریعے ملک سبا میں تخت کو معدوم کرنے اور ایجاد کے ذریعے دربار سلیمان میں تخت کو موجود کرنا تھا یعنی نہ تخت نے کوئی مسافت طے کی اور نہ اس کے لیے زمین کو سمیٹا گیا، بلکہ یہ محض تجدد امثال تھا ابن عربی فرماتے ہیں:

”لم یکن عندنا باتحاد الزمان انتقال وإنما كان اعدام وإيجاد“ (4)

(ہمارے نزدیک (ملک سبا سے تخت کا) ایک ہی زمانے میں منتقل ہونا درست نہیں بلکہ یہ

اعدام اور ایجاد ہے۔)

تجدد امثال کا نظریہ واقعتاً ایک مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ابن عربی اور ان کے مقلدین کے ہاں اس نظریے کی کامل فہم کے لیے چند موضوعات کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ ان کے بغیر اس پیچیدہ مسئلے کو سمجھنا ممکن نہیں ہے؟ وہ موضوعات درج ذیل ہیں۔

1. حقیقت وجود واحد ہے جو ذات حق کے ساتھ مختص ہے۔
 2. کائنات تجلی الہی کا نتیجہ ہے۔
 3. کائنات کی ہر شے ہر لمحہ معدوم اور موجود ہو رہی ہے۔
 4. تجلی الہی میں کسی قسم کا تکرار نہیں پایا جاتا۔
 5. اعدام اور ایجاد کا عمل اس قدر تیزی سے رونما ہوتا ہے کہ ہر شے ہر لمحہ موجود نظر آتی ہے۔
 6. تجدد امثال کے مسئلے کو اہل کشف کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
- ذیل میں ان موضوعات کو الگ الگ تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے:

1۔ حقیقت وجود واحد ہے جو ذات حق کے ساتھ مختص ہے

ابن عربی کے نزدیک حقیقی، اصلی اور ذاتی وجود صرف اور صرف ذات حق کے لیے مختص ہے اس ذات کے سوا کسی شے کا وجود حقیقی، اصلی اور ذاتی نہیں ہے۔ اس وجود میں کوئی بھی ذات حق کا شریک نہیں ہے۔

”والوجود الحق إنما هو الله خاصة من حيث ذاته وعينه لا من حيث أسمائه“ (5)

(حقیقی وجود تو خاص اللہ کا ہے اپنی ذات اور حقیقت کے اعتبار سے نہ کہ اسماء کے اعتبار سے۔)

ابن عربی کے اس نظریے کے بعد میں آنے والے فارسی صوفی ادباء پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، اور انہوں نے اسی نظریے کی تبلیغ اور ترویج کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں، چند مثالیں درج ذیل ہیں:

مولانا روم اگرچہ محققانہ شان کے حامل امتیازات و تفرقات بھی رکھتے ہیں، مگر آپ ابن عربی کے اس نظریے سے مکمل طور پر متفق ہیں۔ آپ کے نزدیک بھی وجود کو دو، تین یا زیادہ ماننے کی وجہ محض بھینگا پن ہے۔ یہ بھینگا پن ایک کو دو کر کے دکھاتا ہے، اگر یہ بھینگا پن جاتا رہے تو پھر کثرت گم ہو جائے گی اور صرف ایک ہی دکھائی دے گا۔

احول چوں دفع شد یکساں شوند
آں دوسہ گویاں یکے گویاں شوند (6)

(جب بھینگا پن دور ہو جائے تو (سب) یکساں ہو جائیں گے دو تین کہنے والے ایک کہنے والے ہو جائیں گے۔)

فخر الدین عراقی کا بھی یہی نظریہ ہے، کہ حقیقت میں وجود صرف اور صرف ایک ہے جو ذات حق کے لیے مخصوص ہے یہی ذات حق سلطنت وجود کی بادشاہ ہے۔ اس کے سوا اس سلطنت میں کسی کی رسائی ممکن نہیں، مگر اس کا ادراک صرف صاحب معرفت اور صاحب نظر ہی کر سکتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

جز تو کس نیست در سرای وجود
نظر این است پیش اہل نظر (7)

(اے اللہ!) تیرے سوا اس سرای وجود میں کوئی نہیں ہے اہل معرفت کے پیش نظر صرف یہی بات (حق) ہے۔)

صاحب گلشن راز سید محمود شبستری کے نزدیک وجود کی حقیقت صرف ایک ذات میں منحصر ہے، جو ذات حق ہے آپ کے نزدیک کائنات میں دوئی کا کوئی تصور نہیں آپ کے نزدیک ایمان کی حقیقت یہی نظریہ وحدت الوجود ہے اسکے سوائے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں آپ فرماتے ہیں:

یکے بین و یکے گو یکے دان بدیں ختم آمد اصل و فرع ایمان⁽⁸⁾
(ایک کہو ایک دیکھو اور ایک جانو ایمان کی اصل اور فرع اسی پر ختم ہوتی ہے۔)
ہر آنکس را کہ اندر دل بھٹکے نیست یقین داند کہ ہستی جز یکے نیست⁽⁹⁾
(ہر وہ شخص کہ جس کے دل میں کوئی شک نہیں ہے وہ یقین رکھتا ہے کہ وجود سوائے ایک [ذات باری تعالیٰ] کے کسی کا نہیں ہے۔)

عارف کامل مولانا عبدالرحمان جامی ابن عربی کے اس نظریے سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ نے ساری زندگی اس نظریے کی ترویج میں صرف کردی آپ کی نظم و نثر میں ہر جگہ اسی نظریے کی حمایت نظر آتی ہے۔ آپ کے نزدیک اس کائنات کا نور صرف اور صرف ایک ذات ہے اور وہ ذات حق ہے یہ نور تمام حدود اور قیودات سے منزہ اور پاک ہے آپ فرماتے ہیں:

”نور حقیقی کی بیش نیست و آل نور خدا نیست و نور خدای منبسط و نامحدود و نامتناہی است“⁽¹⁰⁾

(نور حقیقی ایک سے زیادہ نہیں ہے اور وہ خدا کا نور ہے خدا کا نور وسیع، لا محدود اور لامتناہی ہے۔)

عبدالقادر بیدل کے نزدیک متعصبانہ ذہنیت سے پاک محقق جب تحقیق کرتا ہے تو اسی نتیجے پر پہنچتا ہے، کہ ذات حق کا وجود ہی حقیقت میں وجود حقیقی ہے۔ دوئی کا یہاں کوئی امکان نہیں، آپ فرماتے ہیں:

دوئی نیست پیرایہ وحدت است بہ تحقیق گروا سی حیرت است⁽¹¹⁾
(دوئیت کا کوئی وجود نہیں ہے یہاں صرف وحدت ہی آراستہ و پیراستہ ہے اگر تو تحقیق سے غور و فکر کرے تو (یہاں صرف) حیرت [ہی حیرت] ہے۔)

2- کائنات تجلی الہی کا نتیجہ ہے

ابن عربی کے نظریے کے مطابق کائنات کی جملہ اشیاء تجلی الہی کے ذریعے وجود میں آئی ہیں۔ ذات حق اشیاء کو اپنے ازلی علم کے مطابق وجود بخشتی ہے۔ اشیاء کے بارے میں ذات حق کے اس علم کو اعیان ثابتہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ جب کسی شے کو وجود عطا کرنا چاہتا ہے، تو اس کے عین ثابت پر اپنی تجلی رحمانی فرماتا ہے، تو وہ عین ثابت وجود حاصل کر لیتا ہے، تمام مخلوق اسی طرح وجود پاتی ہے۔ اس کائنات کی حقیقت سوائے تجلی الہی کے کچھ نہیں ہے جو وہ اشیاء کے تقاضے کے مطابق ان پر فرماتا ہے:

”إن العالم ليس إلا تجليه في صور أعيانهم الثابتة التي تستحيل وجودها بدونه“ (12)

(یہ عالم اس کی تجلی کے سوا کچھ نہیں ہے جو اعیان ثابتہ کی صورتوں میں واقع ہوئی ہے ان (اعیان ثابتہ) کا وجود سوائے (تجلی) کے ممکن نہیں ہے۔)

مولانا روم بھی اشیاء کے وجود کو تجلی الہی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک اس کی مثال ایسے ہے جیسے نہر کے پانی میں چاند کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ مخلوق کا وجود صاف اور شفاف پانی کی طرح ہے، جس کے اندر رب العزت کی صفات چمک رہی ہیں:

ہر چہ دروے می نماید عکس اوست ہجو عکس ماہ اندر آبجوست (13)

(جو کچھ بھی اس [آدم] میں دکھائی دیتا ہے وہ اسی ذات کا عکس ہے جس طرح نہر کے پانی میں چاند کا عکس دکھائی دیتا ہے۔)

فخر الدین عراقی ابن عربی کے اس نظریے سے بالکل متفق ہیں۔ ان کے نزدیک ساری کائنات آفتاب وجود مطلق کی ضیافتانیوں کا نتیجہ ہے جب وہ آفتاب عالم اشیاء کے اعیان ثابتہ پر اپنی تجلی ڈالتا ہے، تو وہ چیزیں مختلف صورتوں اور رنگوں میں نمایاں ہو جاتی ہیں بظاہر ان صورتوں میں باہم اختلاف اور فرق محسوس ہوتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اشیاء پر وارد ہونے والی تجلی ایک ہی ہوتی ہے۔

آفتابی در ہزاران آگینہ تافتہ پس برنگ ہر یک تابانی انداختہ
جملہ یک نور است لیکن رنگہائی مختلف اختلافی در میان این و آن انداختہ (14)

(آفتاب [وجود مطلق] ہزاروں آگینوں میں چمکتا ہے پس ان اعیان میں سے ہر ایک کا

رنگ اس نے اختیار کر لیا ہے [یہ] سب ایک ہی نور ہے لیکن رنگ مختلف ہیں [رنگوں کے اس اختلاف نے] اس اور اس میں اختلاف ڈال دیا ہے۔

سید محمود شبستری کے نزدیک بھی ساری کائنات تجلی الہی کا شہود خانہ ہے تجلی ذات نے ہی کائنات میں موجود ساری اشیاء کو وجود بخشا ہے وہ کائنات کو تجلی کی شہود گاہ قرار دیتے ہیں، شبستری فرماتے ہیں:

در این مشہد کہ انوار تجلی است سخن دارم ولی نا گفتن اولی است (15)
(تجلی (الہی) کے انوار کے اس شہود خانہ میں میرے پاس کہنے کو، بہت کچھ ہے مگر کچھ نہ کہنا ہی مناسب ہے۔)

مولانا عبد الرحمان جامی کے نزدیک: ساری کائنات نور حق کی تجلی کا نتیجہ ہے یہی نور تمام عالم میں ظاہر اور جلوہ گر ہے مخلوق کا وجود حقیقی نہیں ہے بلکہ یہ مظہر الہی ہے یہ وجود محض وہم اور دھوکہ ہے جسے انسان وجود حقیقی سمجھ بیٹھتا ہے

در کون و مکان نیست عیان جزیک نور ظاہر شدہ آن نور بہ انواع ظہور
حق نور و تنوع ظہورش عالم توحید ہمیں است و دگر وہم و غرور (16)
(کون مکان میں سوائے ایک نور حق کے کوئی اور ظاہر نہیں ہے وہ [نور مطلق مختلف]
انواع [واقسام] میں ظاہر ہوا ہے۔ حق نور اور یہ تنوع اس کا ظہور ہے یہی [حقیقی] توحید
ہے اور [باقی سب کچھ] وہم اور دھوکہ ہیں۔)

مرزا عبد القادر بیدل بھی اسی نظریے کے قائل ہیں کہ کائنات کی ہر شے ذات حق کی تجلی کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے ظاہری نظر آنے والے تمام وجود محض وہم ہیں میں، ہم، وہ اور تو یہ تمام اضافتیں ہیں جو اسی تجلی الہی کی مختلف صورتیں اور شکلیں ہیں۔

کہ جہاں نیست جز تجلی دوست این من و ما ہمہ اضافت اوست (17)
(یہ جہاں اس محبوب کی تجلی کے سوا کچھ نہیں ہے یہ میں اور ہم صرف اس وجود مطلق کی اضافتیں ہیں۔)

3۔ کائنات کی ہر شے ہر لمحہ معدوم اور موجود ہو رہی ہے

ابن عربی کے نظریہ کے مطابق ذات حق کے مخلوق کو وجود عطا کرنے کے بعد خالق اور مخلوق کا تعلق ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ ذات حق کی تجلیات ہر لمحہ اشیاء کو متجلی کرتی رہتی ہیں مثلاً ذات

حق کے "اسم میت" کی تجلی اشیاء کائنات کو ہر لمحہ معدوم کر رہی ہے جبکہ اسی لمحے "اسم محی" کی تجلی ان اشیاء کو وجود بخش رہی ہے سو کائنات کی ہر شے ہر لمحہ معدوم اور موجود ہو رہی ہے۔

”إن كل تجلی يعطی خلقا جدیدا ویذهب بخلق فذهابه هو الفناء عند

التجلی والبقاء لمایعطیه التجلی الآخر“ (18)

(ہر تجلی ایک نئی تخلیق دیتی ہے اور پرانی تخلیق کو مٹا دیتی ہے اس کا مٹنا تجلی کے وقت اس کا فنا ہونا ہے جبکہ بقاء دوسری تجلی کی عطا ہے۔)

مولانا روم وجود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آب رواں کی طرح سمجھتے ہیں، جو جان اور روح کی صورت میں ذات حق کی طرف سے ہر لمحہ انسان کی طرف آتے رہتے ہیں۔ ایک وجود کے چلے جانے کے ساتھ ہی دوسرا وجود اس کی جگہ آجاتا ہے ان میں تعطل اور انقطاع واقع نہیں ہوتا، بلکہ یہ بہتے پانی کی مانند ہمیشہ آتے رہتے ہیں:

درو وجود آدمی جان دروان میر سدا ز غیب چون آب رواں (19)

(انسان کے جسم میں جان اور روح بہتے پانی کی طرح غیب سے پہنچتی رہتی ہے۔)

عراقی کے نزدیک بھی مخلوق کو ذات حق سے وجود کا فیض ہر لمحہ ملتا رہتا ہے زندگی میں موجود رنگ اور بوسب اسی فیض وجود کا نتیجہ ہے، اگر یہ تازہ وجود نہ ملے تو زندگی کی دولت ختم ہو جائے۔

بہ بوی زلف تو ہر دم حیات تازہ می یابم و گر نہ بی تو از عیشم نہ رنگی ماند و نہ بولی (20)

(اے اللہ! میں تیری زلف کی بو [یعنی صفات] سے ہر دم تازہ زندگی پارہا ہوں ورنہ

تیرے بغیر میری زندگی میں نہ کوئی رنگ باقی رہ سکتا ہے اور نہ بو۔)

دیگر صوفیاء کی طرح شیخ محمود شبستری کا بھی یہی نظریہ ہے کہ یہ عالم ہر لمحہ معدوم اور موجود ہو رہا ہے جس لمحے یہ معدوم ہوتا ہے اسی لمحے موجود ہوتا ہے یعنی ہر لمحہ میں پہلے سے موجود عالم فنا ہو جاتا ہے اور نیا عالم اس کی جگہ لے لیتا ہے۔

پس عالم در ہر طرفۃ العین معدوم میگردد و عالم دیگر موجود میشود (21)

(پس یہ جہاں پلک جھپکتے ہی معدوم ہو جاتا ہے اور (اس کے بدلے) نیا جہاں وجود میں

آ جاتا ہے۔)

مولانا عبد الرحمان جامی کے نزدیک یہ کائنات ذات حق کے اسماء کی تجلی گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء اس کائنات پر ہر لمحہ تجلی ڈالتے رہتے ہیں، کبھی وہ اسماء تجلی ڈالتے ہیں جو وجود کا تقاضا کرتے ہیں تو چیز وجود میں آجاتی ہے اور کبھی ایسے اسماء تجلی فگن ہوتے ہیں جو عدم کے متقاضی ہوتے ہیں تو اس طرح چیز معدوم ہو جاتی ہے یوں ایجاد اور اعدام کا یہ سلسلہ ہر لمحہ اور ہر آن جاری و ساری رہتا ہے۔

اعیان کاملہ زکمن غیب پدید وز حضرت حق خلعت ہستی پوشید
بر موجب حکم وھوید و یعید در ہر آنش خلعی ولبسیست جدید⁽²²⁾
(اعیان جو کہ غیب کی کمین گاہ سے ظاہر ہوئے ہیں اور حضرت حق سے انہوں نے ہستی کی پوشاک پہنی ہے "وھوید و یعید" کے حکم کے تحت [ان کے لیے] ہر لمحہ ایک نیا لباس اور ایک نئی پوشاک ہے۔)

4۔ تجلی الہی میں کسی قسم کا تکرار نہیں ہوتا

ابن عربی کے نزدیک تجدید امثال دراصل ذات حق کی تجلی کے باعث وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس تجلی کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا تکرار نہیں ہوتا، یعنی ایک تجلی وارد ہونے کے بعد دوبارہ کبھی وارد نہیں ہوتی، بلکہ ہر لمحہ نئی سے نئی تجلی وارد ہوتی رہتی ہے جو سابق وجود کو معدوم کرتی ہے، اس کے بعد دوسری تجلی وارد ہوتی ہے جو شے کو نیا وجود عطا کرتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں:

”إن الله يتجلى في كل نفس ولا يكرر التجلى“⁽²³⁾

(اللہ تعالیٰ ہر لمحہ تجلی فرماتا ہے اور اس تجلی میں تکرار نہیں ہے۔)

مولانا روم کے نزدیک ذات حق کی تجلیات لامحدود اور وان گنت ہیں، مگر ان کی خوبی یہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی مثل نہیں ہوتیں، ہر تجلی دوسری تجلی سے جدا ہوتی ہے، ہر لمحہ ایک نئی تجلی وارد ہوتی ہے جو پہلی تجلی سے مختلف اور ممتاز ہوتی ہے، یعنی ایک بار اگر ایک تجلی وارد ہو جائے تو وہ دوبارہ کبھی وارد نہیں ہوتی۔

”اگر صد ہزار تجلی کند ہرگز یکی بیکی نماند آخر تو نیز این ساعت حق را میبینی در آثار و افعال ہر لحظہ گوناگون میبینی کہ یک فعلش بفعلی دیگر نمیماند در وقت شادی تجلی دیگر در وقت گریہ تجلی دیگر“⁽²⁴⁾

(اگر وہ ذات لاکھوں تجلی بھی فرمائے تب بھی ایک دوسرے کی مانند نہیں ہوگی تو اس لمحے حق تعالیٰ کو آثار اور افعال میں گونا گوں تجلیات کی صورت میں دیکھتا ہے یہاں تک کہ ایک فعل دوسرے جیسا نہیں ہوتا خوشی کے وقت جدا تجلی ہوتی ہے اور رونے کے وقت دوسری طرح کی۔)

اس مفہوم کو مولانا شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں:

ہر زمان از غیب نو نومی رسد وز جهان تن برون شومی رسد⁽²⁵⁾

(ہر لمحہ غیب سے نئی نئی (جان) پہنچتی رہتی ہے اور جسم کے جہاں سے "باہر نکل" کی آواز آتی رہتی ہے۔)

عراقی کے نزدیک تجلی حق ہر لمحہ نئے رنگ، نئے روپ اور نئے انداز میں جلوہ گر ہوتی ہے ہر لمحہ ایک نیا وجود اور نیا رخ سامنے آتا ہے اور یہ رخ ایک دو نہیں ہیں بلکہ یہ ہزاروں میں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ رخِ یار کی ان تجلیات کی حد کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا۔

رخ نگار مرا ہر زمان دگر رنگست بہ زیر ہر خم زلفش ہزار نیرنگ است⁽²⁶⁾

(میرے محبوب کا چہرہ ہر لمحے ایک نیا رنگ اختیار کر لیتا ہے اس کی زلف کے ہر خم کے نیچے ہزار ہا نیرنگیاں ہیں۔)

ز نقش روی تو تا ہیچ کس نشان نہد زمان زمان ز رخت نقش دیگر آغازی⁽²⁷⁾
(اے [ذات حق] تیرے رخ انور کے بارے میں کوئی شخص بھی کچھ نہیں بتا سکتا [کیونکہ] ہر لمحے تیرے رخ پر ایک نیا نقش ظاہر ہو رہا ہے۔)

شیخ محمود شبستری فرماتے ہیں: کہ ذات حق سے فیض وجود ہر لمحہ جاری و ساری ہے جو ہر آن اور ہر لمحہ اپنی نئی اور منفرد شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا رہتا ہے، اس میں کسی بھی لمحے انقطاع نہیں آتا، بلکہ یہ تسلسل کے ساتھ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

ہمیشہ فیض و فضل حق تعالیٰ بود از شان خود اندر تجلی⁽²⁸⁾

(فیض اور فضل حق تعالیٰ ہر لمحہ اپنی [نئی] شان کے ساتھی متجلی ہوتا رہتا ہے۔)

مولانا جامی کے نزدیک: حق تعالیٰ ہر لمحہ نئی شان و شوکت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے دو لمحوں میں وہ ذات ایک تجلی کے ساتھ جلوہ نما نہیں ہوتی، بلکہ ہر لمحہ نئی تجلی اور نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اس کی دلیل (کل یوم ہونی شان) میں موجود ہے۔

ہستی کہ دو آن نیست عیان در شانے در شان دگر جلوہ کند ہر آنے
 این نکتہ بجو ز کل یوم فی شان گر بایت از کلام حق برہانے (29)
 ([ذات حق کی] ہستی دو لمحوں میں ایک شان سے جلو نما نہیں ہوتی۔ وہ ہر لمحہ دوسری شان
 کے ساتھ متجلی ہوتی ہے اس نکتے کو "کل یوم فی شان" میں تلاش کر اگر تجھے کلام حق تعالیٰ
 سے دلیل درکار ہے۔)

بیدل بھی تجد و امثال میں تکرار کا انکار کرتے ہیں انکے نزدیک زندگی کی جنتری میں ہر
 شے نئی ہے یہاں کچھ پرانا نہیں ہے، یہاں ہر لمحہ ہر شے نئی نوپلی ہے اسی طرح ہر لمحہ تجد و امثال کے
 نتیجے میں وجود بھی نیا ہوتا رہتا ہے اس لیے اس پر تکرار کا حکم لگانا مناسب نہیں ہے۔
 تکرار بندید بر اوراق تجد تقویم نفس را خط پارینہ نباشد (30)
 (اوراق تجد پر تکرار کا حکم نہ لگاؤ [کیونکہ] سانس کی تقویم کے لیے کوئی خط پارینہ نہیں
 ہوتا۔)

5۔ تجد و امثال کا عمل نہایت تیزی سے رونما ہوتا ہے کہ شے ہر لمحہ موجود نظر آتی ہے
 کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی صفت محی اور میت کے تحت ہے۔ صفت محی اشیاء کا ہر لمحہ
 وجود بخش رہی ہے اور صفت میت اس شے کو معدوم کر رہی ہے۔ ایجاد و اعدام کا یہ سلسلہ ہر شے میں
 جاری و ساری ہے یہ سلسلہ اعدام و ایجاد بیک وقت جاری رہتا ہے، یعنی جو اعدام کا وقت ہوتا ہے وہی
 ایجاد کا وقت ہوتا ہے۔ تخت بلقیس کے ملک سبا سے معدوم ہونے اور سلیمان علیہ السلام کے پاس
 موجود ہونے کا ایک ہی وقت ہے۔

”ولا يمضي عليهم وقت لا يرون فيه ما هم راء ون له - وإذا كان هذا
 كما ذكرناه، فكان زمان عدمه - أعنى عدم العرش من مكانه عين
 وجوده عند سليمان، من تجديد الخلق مع الأنفاس“ (31)

(ان پر کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ اس چیز کو نہ دیکھیں جسے وہ دیکھ رہے ہوتے
 ہیں چونکہ یہ (معاملہ) اسی طرح ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا تو اس کے عدم یعنی
 تخت (بلقیس) کے اپنی جگہ سے معدوم ہونے کا وقت ہی سلیمان (علیہ السلام) کے پاس
 موجود ہونے کا وقت تھا یہ انفس (لحاحات) کے ساتھ تجدید خلق کے قبیل سے ہے۔)

شیخ کے نزدیک اعدام اور ایجاد کا یہ معاملہ نہایت تیزی سے ایک ہی وقت میں ہوتا ہے۔ اس میں بالکل بھی تاخیر نہیں ہوتی، جیسے کہ "ثم" کسی طرح کی مہلت کا تقاضا نہیں کرتا، اسی طرح اعدام اور ایجاد میں بھی کسی قسم کی مہلت نہیں ہوتی۔ شیخ فرماتے ہیں:

”ولا تنقل“ ثم ”تقتضى المهلة، فليس ذلك بصحيح، وإنما ”ثم“ تقتضى تقدم المرتبة العلية عند العرب فى مواضع مخصوصة، كقول الشاعر ”كهز الردينى ثم اضطرب“ وزمان الهز عين زمان اضطراب المهزوز بلا شك. وقد جاء ب”ثم“ ولا مهلة كذلك تجديد الخلق مع الأنفاس: زمان العدم زمان وجود المثل“ (32)

(اب یہ مت کہہ "ثم" ایک (قلیل) مہلت کا تقاضا کرتا ہے (کیونکہ) یہ (کہنا) درست نہیں ہے، بلکہ "ثم" عربوں کے نزدیک مخصوص جگہوں پر رتبہ علیت کے تقدم کا متقاضی ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے "ردینی نے نیزہ ہلایا پھر وہ حرکت میں آیا۔" اور (یہاں) ہلانے کا وقت ہی بلا شک ہلائی گئی چیز کے ہلنے کا وقت ہے یہاں "ثم" آیا ہے اور اس میں کوئی مہلت نہیں ہے اسی طرح تجدید خلق مع الانفاس ہے (یعنی) معدوم ہونے کا وقت ہی مثل کے وجود کا وقت ہے۔)

مولانا روم بھی اسی نظریے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک بھی تجدید امثال کا یہ عمل اس قدر تیزی سے رونما ہوتا ہے کہ دیکھنے والوں کو شے معدوم ہوتی نظر ہی نہیں آتی، بلکہ وہ اس کو ہر لمحہ موجود تصور کرتے ہیں۔ مولانا اس کی مثال تیزی سے گھومتی چلتی لکڑی کے ذریعے دیتے ہیں ان کے نزدیک تیزی سے گھومنے کی وجہ سے آگ کا دائرہ بنا ہوا محسوس ہوتا ہے، مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے، بلکہ ہر لمحہ وہ لکڑی ایک نئی جگہ پر موجود ہوتی ہے مگر تیزی کی بناء پر وہ گھومتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

آں ز تیزی مستمر شکل آمد ست چوں شرر کش تیز جنبانی بدست
شاخ آتش را نہ جنبانی بساز در نظر آتش نماید بس دراز
این درازی مدت از تیزی صنع می نماید سرعت انگیزی صنع (33)

(تیزی کی وجہ سے وہ لگاتار شکل میں (سامنے) آئی ہے اس انگارے کی طرح جسے تو ہاتھ سے تیز گھمائے۔ چلتی لکڑی کو تیزی سے گھماؤ تو دیکھنے میں ایک لمبی آگ نظر آئے گی۔ ایجاد کی تیزی سے یہ بقاء کا طول (ذات حق کی) ایجاد کی تیزی کو ظاہر کرتا ہے۔)

شیخ محمود شبستری کا بھی یہی نظریہ ہے کہ اعداد اور ایجاد کا عمل نہایت تیزی سے ایک ہی لمحہ میں رونما ہوتا ہے اس کی تیزی کو سمجھنے کے لیے شبستری بھی تیزی سے گھومتی آگ کی چنگاری کی مثال دیتے ہیں جو تیزی کی وجہ سے ایک دائرے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔
 برویک نقطہ آتش بگردان کہ بنی دائرہ از سرعت آن⁽³⁴⁾
 (جاور آگ کے ایک نقطے (یعنی چنگاری) کو گھماتا کہ اس کی حرکت کی تیزی سے تجھے دائرہ نظر آئے۔)

مولانا جامی کے نزدیک شے فنا و بقا کا وقت ایک ہی ہے اس میں ذرہ برابر بھی تاخیر نہیں ہوتی، ایک ہی وقت میں اسم محی زندگی عطا کرتا ہے اور اسی لمحے بغیر کسی تاخیر کے اسم میت اسے موت سے ہمکنار کرتا ہے، سو یہ سلسلہ نہایت تیزی سے ایک ہی لمحے میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔
 انواع عطا گر چہ خدا مے بخشد ہر اسم عطیہ جد امے بخشد
 در ہر آنے حقیقت عالم را یک اسم فنا کیے بقا مے بخشد⁽³⁵⁾
 (اللہ تعالیٰ مختلف قسم کی عطائیں فرماتا ہے (اسکا) ہر اسم مختلف قسم کی عطا کرتا ہے ہر لمحہ عالم کی حقیقت کو ایک اسم (میت) فنا اور ایک (دوسرا اسم محی) بقا بخش رہا ہے۔)
 ابن عربی کی طرح بیدل بھی اس بات کے قائل ہیں کہ تجدد امثال کا یہ عمل ہر لمحہ نہایت تیزی سے جاری و ساری ہے کائنات ایک کتاب کی مانند ہے اور تجدد امثال ہر لمحہ اس کتاب کی ورق گردانی کر رہا ہے اس ورق گردانی کے نتیجے میں غیب سے ہر لمحہ نئے نئے معانی ظاہر ہو رہے ہیں۔

”تجدد امثال بے تردد اشغال ورق گردانی است و تبدل آثار بے اختیار معنی تازہ رسانی“⁽³⁶⁾

(تجدد امثال بلاشبہ (ہر لمحہ کتاب زیست کی) ورق گردانی میں مصروف ہے اور تبدل آثار کے نتیجے میں (ہر آن) بے اختیار تازہ معانی پہنچ رہے ہیں۔)

6۔ عوام الناس میں سے تجدد امثال کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں

ابن عربی کے نزدیک تجدد امثال سے واقفیت سوائے کشف کے ممکن نہیں عام انسان اس کے فہم سے عاری رہتے ہیں صرف وہی عارفین حق اس مسئلے کو سمجھ سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کشف کے ذریعے اس مسئلے سے آگاہ کیا ہو۔

”وَأَمَّا أَهْلُ الْكَشْفِ فَإِنَّهُمْ يَرُونَ أَنَّ اللَّهَ يَتَجَلَّى فِي كُلِّ نَفْسٍ وَلَا يَكُرُّ التَّجَلَّى وَيَرُونَ أَيْضًا شَهُودًا أَنَّ كُلَّ تَجَلٍّ يُعْطَى خَلْقًا جَدِيدًا وَيَذْهَبُ بِخَلْقٍ- فَذَهَابُهُ هُوَ الْفَنَاءُ عِنْدَ التَّجَلَّى وَالْبَقَاءُ لَمَّا يُعْطِيهِ التَّجَلَّى الْآخِرُ“ (37)

(اہل کشف دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ تجلی فرماتا ہے اور اس تجلی میں تکرار نہیں ہے اور وہ شہودی طور پر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہر تجلی ایک نئی تخلیق دیتی ہے اور پرانی تخلیق کو مٹا دیتی ہے اس کا مٹنا تجلی کے وقت اس کا فنا ہونا ہے جبکہ بقاء دوسری تجلی کی عطا ہے۔) مولانا رومی کے نزدیک بھی عوام الناس تجد امثال کے مسئلے سے ناواقف رہتے ہیں ان کا جسم ہر لمحہ تازہ جو حاصل کر رہا ہے مگر وہ اس سے واقف نہیں ہیں مولانا اپنی کتاب فیہ مافیہ میں فرماتے ہیں:

”اَدْمَى رَا حَقَّ تَعَالَى بِرَ لِحْظِهِ اَزْ نَوْ مِیَا فَرِیْنْدِ وَدَرِ بَاطِنِ اَوْ چِیْزِی دِیْگَرِ تَاَزِهْ تَاَزِهْ مِیْفَرَسْتَنْدْ کِهْ اَوَّلْ بَدَوَمْ نَمِیْ مَانْدْ وَدَوَمْ بَسُوَمْ اِلَّا اَوْ اَزْ خَوِیْشْتَنْ غَافِلَسْتْ وَ خُودْ رَا نَمِیْ شَنْاسْد“ (38)

(انسان کو اللہ تعالیٰ ہر لمحہ نئے سرے سے پیدا فرماتا ہے اور اس کے باطن میں ہر لمحہ دوسری چیز تازہ بہ تازہ بھیجتا رہتا ہے کہ پہلی دوسری جیسی نہیں ہوتی اور دوسری تیسری سے (جدا ہوتی ہے) مگر وہ بندہ اپنے آپ سے غافل رہتا ہے اور اپنے آپ کو نہیں پہچانتا۔)

عراقی کے نزدیک چونکہ ذات حق ہر لمحہ نئے انداز اور نئے روپ میں جلوہ نما ہوتی ہے، سو ہر دیکھنے والے کے سامنے جو منظر آتا ہے وہ اسے بیان کرتا ہے۔ لامحالہ ان سب کے بیانات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، کیونکہ انہوں نے تجد امثال کے باعث الگ الگ مشاہدے کیے ہوتے ہیں۔

لَا جَرَمَ بِرَ عَاشِقِیْ اَزْ اَوْ نَشَانِیْ دِیْگَرِ دَبْدِ وَہَرْ عَارِفِیْ عِبَارَتِیْ دِیْگَرِ گَوِیْدِ وَ ہَرْ مُحَقِّقِیْ اِشَارَتِیْ دِیْگَرِ کَنْدْ سَخْنِ ہَمِیْنِ اسْتْ عِبَارَاتِ نَاشِئِیْ وَ حَسَنَکْ وَاحِدْ وَ کُلِّ اِلٰی ذَاکَ الْجَمَالِ یُشِیْرُ (39)

(لامحالہ ہر عاشق اس (ذات حق) کی مختلف نشانی بتاتا ہے ہر عارف کی عبارت دوسرے سے مختلف ہے اور ہر محقق نئے انداز میں بات کرتا ہے۔)

ہماری عبارات (تعبیرات) مختلف ہیں لیکن اے (اللہ تعالیٰ) تیر احسن واحد (دیکھتا) ہے اور ہر شے اسی ذات کے جمال کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

شیخ محمود شبستری کے نزدیک چونکہ تجدد امثال کا عمل نہایت تیزی سے رونما ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں نیا وجود حاصل ہوتا ہے، اس لیے لوگ اس کی تیزی کی وجہ سے اپنے نئے مرتبے اور نئی صورت سے ناواقف رہتے ہیں۔

ظہور سرعت سریان تعین در زمان از بدیہیات است، کہ در ہر طرفۃ العین حال را تجددی حاصل میشود تا در مرتبہ خویش محکوم علیہ نمیگردد بہ ادراک⁽⁴⁰⁾

زمانے میں تعینات کا تیزی کے ساتھ سرایت کرتے ہوئے ظاہر ہونا ایک بدیہی امر ہے، اس طرح کہ آنکھ کے پلک جھپکتے ہی حال متجدد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ خود اپنے مرتبے سے ناواقف رہتا ہے۔

مولانا جامی کے نزدیک بھی ہر کوئی اس تجدد امثال کے مسئلے سے واقف نہیں ہے، بلکہ انسانوں میں سے صرف اہل کشف و شہود ہی اس بات سے واقف ہیں کہ ذات حق کی تجلی ہر لمحہ کائنات کی ہر شے کو موت و حیات سے ہمکنار کر رہی ہے اور ایک تجلی ایک لمحے سے زیادہ پائیداری نہیں رکھتی۔

”ارباب کشف و شہود می بینند کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ در ہر نفسے متجلی ست بتجلی دیگر و در تجلی او اصلا تکرار نیست یعنی در دوان بیک تعین و یک شان متجلی نمیگردد بلکہ ہر نفسے بتعینے دیگر ظاہر میشود در ہر آنے بشانے دیگر تجلی میکند“⁽⁴¹⁾

(اصحاب کشف و شہود کے نزدیک ذات حق ہر لمحہ نئی تجلی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی تجلی میں کبھی تکرار نہیں ہوتا یعنی وہ دو لمحوں میں ایک تعین اور یک شان کے ساتھ متجلی نہیں ہوتا بلکہ ہر سانس کے ساتھ وہ نئے تعین کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور ہر آن نئی شان کے ساتھ متجلی ہوتا ہے۔)

بیدل کے نزدیک انسان تجدد امثال سے عدم واقفیت کی بناء پر دھوکے میں پڑے ہیں، ان کے نزدیک عمر ابدی کی خواہش محض ایک خام خیالی ہے، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص بھنگ کے نشے میں حقیقت کے خلاف بولتا ہے۔

تجدد پر فشاں و غرہ عمر ابد بودن نیاز خضر کن را ہے کہ در صحرائے بنگ افتد⁽⁴²⁾
 (تجدد ہر لمحہ تغیر کی صورت میں جاری و ساری ہے ایسے میں عمر ابدی کا خیال باندھنا اور اہ
 عقل ہے ایسا خیال جو بھنگ کے جنگل کی پیداوار ہے اسے حضرت خضر کی راہ کی نذر
 کر دو یعنی اس طرح کی بے پر کی اڑانا چھوڑ دو۔)

خلاصہ بحث

درج بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عربی اور اصحاب خمسہ درج ذیل امور پر مکمل طور پر متفق ہیں:

1. حقیقی، ذاتی اور مستقل وجود صرف ایک ہے جو ذات حق کے لیے مخصوص ہے مخلوق کا وجود، وجود حقیقی کا فیضان ہے اس لیے مخلوق کے وجود کو حقیقی، ذاتی اور مستقل نہیں کہا جاسکتا، بلکہ یہ مجازی، اعتباری اور اور ظلی کہلائے گا۔
2. ذات حق ہر لمحہ مخلوق کو وجود کا فیض پہنچا رہی ہے، اس طرح کہ ہر لمحہ کائنات میں موجود اشیاء موت و حیات سے دوچار ہو رہی ہیں، اسم میت انہیں موت سے ہمکنار کرتا ہے اور اسم محی انہیں دوبارہ زندگی دیتا رہتا ہے۔
3. تجدد امثال کے نتیجے میں یہ کائنات ہر لمحہ نئی نوپلی ہو رہی ہے یہاں کہنگی، خشکی اور بوسیدہ پن کہیں دکھائی نہیں دیتا، بلکہ ہر سمت تازگی، شگفتگی اور شادابی نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں جو کل یوم ہو فی شان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
4. تجدد امثال کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ یہ زندگی صرف ایک لمحے کی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں، کیونکہ ہر لمحہ ایک وجود معدوم ہو رہا ہے اور دوسرا وجود اس کی جگہ موجود ہو رہا ہے۔
5. انسانوں کو تجدد امثال کے اس مسئلے سے غفلت نہیں برتنی چاہیے بلکہ اس مسئلے سے بخوبی واقفیت حاصل کرنی چاہیے اور اور ان میسر لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے مسلسل عمل کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ بیدل اور مولانا روم اسی لمحے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
 من میگویم زیان کن یا ب فکر سود باش ای ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش⁽⁴³⁾
 (میں نہیں کہتا کہ تو نقصان کریا فائدے کی فکر میں لگ جا لیکن اے فرصت کے لمحے) سے بے خبر تو جس کام میں لگا ہوا ہے اسے جلدی نمٹالے۔
 دوست دارد دوست این آشفتنگی کوشش بیہودہ بہ از خفتگی⁽⁴⁴⁾

(مقصد کے حصول کے لیے) اس پریشان حالی (میں رہنے) کو دوست پسند کرتا ہے (بے کار) سوئے رہنے سے سعی لا حاصل (پھر) بہتر ہوتی ہے۔)

حوالہ جات و حواشی

1. جامی، عبدالرحمان، مولانا، (1936)، لواحجامی، لکھنؤ، منشی نول کشور، ص 19-20
2. عباد اللہ، اختر، خواجہ، (1961ء)، بیدل، لاہور، دین محمدی پریس، ص 253
3. ابن عربی، محی الدین، شیخ اکبر، (1946ء)، فصوص الحکم، بقلم ابوالعلاء عقیفی، بیروت، دارالکتب العربی، ص 125
4. ایضاً، ص 155
5. ایضاً، ص 104
6. رومی، جلال الدین، مولانا (1974)، مثنوی مولوی معنوی، ترجمہ قاضی سجاد حسین، جلد اول، دفتر دوم، ص 47
7. عراقی، فخر الدین ابراہیم، (2375ھ)، کلیات شیخ فخر الدین ابراہیم ہمدانی متخلص بعراقی، بکوشش سعید نفیسی، کتابخانہ سنائی، ص 119
8. شبستری، محمود بن عبدالکریم، سید، (1382ھ)، گلشن راز، کرمان، انتشارات خدمات فرهنگی، ص 89
9. ایضاً، ص 50
10. جامی، عبدالرحمان، مولانا، (1360)، سہ رسالہ در تصوف، شرح رباعیات، تہران، روناک، ص 79
11. احسن الظفر، سید، ڈاکٹر، (2009ء)، مرزا عبدالقادر بیدل حیات اور کارنامے، جلد دوم، نئی دہلی، ڈائمنڈ پرنٹرز، ص 488
12. ابن عربی، محی الدین، شیخ، فصوص الحکم، ص 81
13. رومی، جلال الدین، مولانا (1974)، مثنوی مولوی معنوی، ترجمہ قاضی سجاد حسین، جلد سوم، دفتر ششم، ص 306
14. عراقی، فخر الدین ابراہیم، شیخ، (1363ھ)، لمعات، تہران، انتشارات مولی خیابان انقلاب چہار راہ البوریحان، ص 82
15. شبستری، محمود بن عبدالکریم، سید، گلشن راز، ص 22
16. جامی، عبدالرحمان، مولانا، سہ رسالہ در تصوف، شرح رباعیات، ص 79

17. بیدل، عبدالقادر، مرزا، (1342)، کلیات ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل، جلد دوم، ترجیع بند، دپو ہنی مطبعہ، ص 26
18. ابن عربی، محی الدین، شیخ، فصوص الحکم، ص 126
19. رومی، جلال الدین، مولانا، مثنوی مولوی معنوی، جلد اول، دفتر اول، ص 244
20. عراقی، فخر الدین ابراہیم، کلیات شیخ فخر الدین ابراہیم ہمدانی متخلص بعراقی، ص 303
21. شبستری، محمود بن عبدالکریم، سید، حق الیقین فی معرفۃ رب العالمین، بہ کوشش سید رضی واحدی، ص 45
22. جامی، عبدالرحمان، مولانا، سہ رسالہ در تصوف، شرح رباعیات، ص 74
23. ابن عربی، محی الدین، شیخ، فصوص الحکم، بقلم ابوالعلاء عفیفی، ص 126
24. رومی، جلال الدین، مولانا، (1370ھ)، فیہ مافیہ، بالتصحیحات و حواشی بدیع الزمان فروزانفر، تہران، موسسہ انتشارات دانشگاه، ص 132
25. رومی، جلال الدین، مولانا، مثنوی مولوی معنوی، جلد اول، دفتر اول، ص 244
26. عراقی، فخر الدین ابراہیم، کلیات شیخ فخر الدین ابراہیم ہمدانی متخلص بعراقی، ص 155
27. ایضاً، ص 270
28. شبستری، محمود بن عبدالکریم، سید، گلشن راز، ص 71
29. جامی، عبدالرحمان، مولانا، لوائح جامی، ص 21
30. بیدل، عبدالقادر، مرزا، (1341)، کلیات ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل، جلد اول، غزلیات، دپو ہنی مطبعہ، ص 617
31. ابن عربی، محی الدین، شیخ، فصوص الحکم، ص 155
32. ایضاً
33. رومی، جلال الدین، مولانا، مثنوی مولوی معنوی، جلد اول، دفتر اول، ص ۱۳۵
34. شبستری، محمود بن عبدالکریم، سید، گلشن راز، ص 74
35. جامی، عبدالرحمان، مولانا، لوائح جامی، ص 21
36. بیدل، عبدالقادر، مرزا، کلیات ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل، جلد چہارم، چہار عنصر، دپو ہنی مطبعہ، ص 189
37. ابن عربی، محی الدین، شیخ، فصوص الحکم، ص 126
38. رومی، جلال الدین، مولانا، فیہ مافیہ، ص ۲۱۳

39. عراقی، فخر الدین ابراہیم، شیخ، لمعات، ص 63
40. شبستری، محمود بن عبدالکریم، سید، حق الیقین فی معرفۃ رب العالمین، ص 32
41. جامی، عبدالرحمان، مولانا، لواحق جامی، ص 21
42. عباد اللہ، اختر، خواجہ، (1961ء)، بیدل، لاہور، دین محمدی پریس، ص 258
43. بیدل، عبدالقادر، مرزا، کلیات ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل، جلد اول، غزلیات، ص 773
44. رومی، جلال الدین، مولانا، مثنوی مولوی معنوی، جلد اول، دفتر اول، ص 206